OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v3.01(22)u11.146-159

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات میں مباحثِ سیرت اور ان کے اثرات کا جائزہ

An Overview of the Effects and the Discussion of Sirah in the Sermons of Hazrat Imam Hassan (RA)

Hifsa Munawar
PhD Research scholar, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad, Faisalabad
Email: hifsamunawar944@gmail.com ,ORCID ID: 0000-0002-7745-8322

Dr. Muhammad Ramzan Najam Barvi
Assistant professor, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad, Faisalabad
Email: muhammad.ramzan@tuf.edu.pk, ORCID ID: 0000-0001-7479-5801

Received on: 13-01-2022 Accepted on: 15-02-2022

Abstract

A lot of people have been mentioned in Quran and Allah Almighty has blessed them with the ability of Oration .The Quran has addressed such men as "the men of strength " and "men of vision ".These "men of vision " are known as Khulfa –e-Rashdeen. Hazrat Imam Hassan (RA) is the one to complete the series of Khulfa-e-Rashdeen.Like the Khulfa-e-Rashdeen Hazrat Imam Hassan (RA) guided the people through his sermons. These sermons contain guidance for self analysis. His sermons are a beacon and a ray of guidance for every individual of the human race. His sermons are a collection of discourses that were required by the circumstances but at the same time are a great and valuable treasure of Seerat-e-Taiba (SAW) discourses. The essence of his speech impressed many people. That is why the desired result of his speech came to light very soon. People accepted its effect and a reformed society was established. In this time, the study of sermons of Imam Hassan (RA) is also important because through these sermons the message of Prophet (SAW) may conveyed get to the people and a peaceful society may be established.

Keywords: Sermons, guidance, treasure, Seerat-e-Taiba, result, Hazrat Imam Hassan(RA)

خطابت زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح دین کی ضرورت میں بھی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ فنِ خطابت کو اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ خطابت کی بدولت افراد اپنی زبان، زورِ بیان اور خطابت پر فخر کیا کرتے تھے۔ خطابت انسان کا حسین ترین زیور ہے۔ نبی کریم ﷺ داعی اعظم بن کر آئے اور اپنے خطبات کے ذریعے دینِ اسلام کی تبلیغ کی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبات کے ذریعے دنیائے اسلام کے فکر و تصور کے زاویے کو سیدھی راہ دکھائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات میں تبلیغی جذبے کی آبیاری بھی دکھائی دیتی ہے اور تزکیہ باطن اور اصلاح نفس کے لئے راہنمائی بھی موجود ہے۔ اس طرح سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات نسلِ انسانی کے ہر فرد

کے لئے مشعلِ راہ اور شمع ہدایت ہیں۔

تعارف موضوع

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین میں سب سے آخری خلیفہ ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدتِ حکومت خلافتِ راشدہ کو مکمل کرنے والی ہے۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی خبر دی تھی کہ خلافتِ راشدہ تیس سال رہے گی اس کے بعد بادشاہت ہو گی۔جیسا کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الخلافة في أمتي ثلاثون سنة، ثم ملك بعد ذلك"(1)

"میری امت میں خلافت تیس سال رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت ہو گی"

آپ ﷺ کے بعد تیس سالوں تک خلفائے راشدین بشمول حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علیٰ منہاج النبوہ نظامِ خلافت چلایا۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کا تتمہ اور تکملہ ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وفات کے قریب آپ سے لوگوں نے اپنا ولی مقرر کرنے کے لئے کہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’لا ولكن أتركم كما تركم رسول الله‘‘(2)

’’میں مسلمانوں کو اسی حالت میں چھوڑوں گا جس میں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا تھا‘‘

یعنی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے نہ تو امام حسن کی بیعت کا حکم دیا اور نہ ہی اس سے منع فرمایا۔لوگوں نے اس کو حضرت حسن کے متعلق اجازت سمجھ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔41ھ میں آپ رضی اللہ عنہ خلافت سے دست بردار ہو گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس طرح آپ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہو گئی کہ "اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا"۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے 50ھ یا 51ھ میں وفات پائی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خطبات اپنے مضامین کے اعتبار سے کثیر الجہات ہیں۔ان سے سیرت طیبہ کی روشنی میں عصرِ حاضر کے مسائل میں استفادہ کا بہت سامان موجود ہے۔اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے خطبات کا اس انداز سے جائزہ لیا جائے اور ان پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے جن میں بلاواسطہ مباحث سیرت موجود ہیں اور عصرِ موجود کے مسائل کے حل کے لئے مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کے یہ خطبات اسلامی حکمت کا نچوڑ ہیں۔جن میں آپ رضی اللہ عنہ نے دورِ حاضر کے فکری مسائل پر سیرت طیبہ ﷺ کے حوالے سے روشنی ڈالی ہے۔ذیل میں چند اہم خطبات اور ان کے مضامین کا جائزہ لکھا جاتا ہے۔

خطبہ نصیحت

’’یاابن آدم عف عن محارم الله تكن عابدا،وارض بماقسم الله لک تکن غنیا،واحسن جوارمن جاورک تکن مسلما،وصاحب الناس بمثل ماتحب ان یصاحبوک بمثله تکن عادلا،انه کان بین ایدیکم قوم یجمعون کثیراویبنون مشیداویاملون بعیدااصبح جمعهم بوراوعملهم غروراومساکنهم قبورا۔یاابن آدم انک لم تزل فی هدم عمرک منذ

سقطت من بطن امک فجدبمافی یدک لما بین یدک فان المومن یتزودوالکافریتمتع وکان یتلوھذہ الآیۃ بعدھا "وتزودوافان خیرالزاد التقوی"(3)

''اے ابن آدم! اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچ، نیک ہو جائے گا، اللہ نے تیرے لئے جو کچھ مقدر کر دیا ہے اس پر راضی ہو جا غنی ہو جائے گا، پڑوسیوں کے لئے اچھا پڑوسی بن جا مسلمان ہو جائے گا، لوگوں کے ساتھ ایسے پیش آؤ جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ پیش آئیں تو عادل بن جاؤ گے، تم سے پہلے کچھ ایسے لوگ تھے جو زیادہ سے زیادہ مال جمع کرتے تھے، مضبوط اور پختہ عمارات بناتے تھے، ان کی خواہشیں دراز ہوتی تھیں، ان کا جمع کردہ مال تباہ ہو گیا، ان کے اعمال برباد ہو گئے، ان کی عمارات قبروں میں تبدیل ہو گئیں، اے ابن آدم! تیرے پیدا ہونے کے بعد ہی سے تیری عمر کم ہو رہی ہے، اس لئے جو کچھ تیرے پاس ہے آخرت کے لئے خرچ کر، بے شک مومن توشۂ آخرت جمع کرتا ہے، اور کافر صرف اسی دنیا میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی "توشۂ آخرت جمع کرو سب سے بہتر توشۂ اللہ کا ڈر ہے۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں حرام چیزوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ محرمات کا ارتکاب انسان کو اللہ کے غیظ و غضب اور سزا کا مستحق بنا دیتا ہے اور اطاعتِ الٰہی سے غفلت انسان کی دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ محرمات سے دوری اختیار کر کے ہی اللہ کی اطاعت ہو سکتی ہے اور اسی سے مسلمان عابد ہو جاتا ہے اسی لئے امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں حرام چیزوں سے دوری اختیار کرنے پر عابد ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اللہ کی رضا میں راضی ہونا ہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی رضا میں راضی ہونے والے کو غنی قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تاکید کی ہے اور دنیا کی بے ثباتی کو بیان کرتے ہوئے آخرت کی تیاری کرنے کی ہدایت کی ہے۔

خطبہ مذکور میں سیرت طیبہ کے جن پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

محرمات سے پرہیز

اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود مقرر فرمائی ہیں جن سے آگے بڑھنا درست نہیں ہے اور کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان کی حرمت کو توڑنا بھی جائز نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور سیرت کا ایک اہم اور بنیادی نقطہ ایسی نصائح بھری تعلیمات دیں اور جناب امام حسن نے بھی اس خطبہ میں انہیں کو موضوع نصیحت بنایا جیسا کہ حدیث میں ہے:

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ما أحلّ الله في كتابه فهو حلالٌ، وما حرّم فهو حرامٌ، وما سكت عنه فهو عافيةٌ، فاقبلوا من الله العافية، فإنّ الله لم يكن نسيّا» ثمّ تلا هذه الآية وما كان ربّك نسيّا"(4)

"جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے، جس کو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے، اور جس چیز کے بارے میں خاموشی

اختیار کی ہے وہ قابل معافی ہے، پس اللہ کے اس قابلِ عفو کاموں کو اختیار کرو۔ پس بے شک اللہ بھولنے والا نہیں ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی "اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں ہے"

حرام کاموں سے بچنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عدل اور علم و حکمت کے ساتھ احکامات صادر فرماتے ہیں۔ وہ چیزیں جو قطعی طور پر حرام ہیں ان کا ثبوت سیرت نبوی ﷺ سے بھی ملتا ہے۔ محرمات کی حرمت میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ محرمات سے اجتناب کر کے مومن کو ایک لذت محسوس ہوتی ہے جب انسان اللہ کی رضا کی خاطر کسی چیز کو ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر عطا کرتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أيّها النّاس، إنّ الله طيّبٌ لا يقبل إلّا طيّبا، وإنّ الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين، فقال: يا أيّها الرّسل كلوا من الطّيّبات واعملوا صالحا، إنّي بما تعملون عليمٌ وقال: يا أيّها الّذين آمنوا كلوا من طيّبات ما رزقناكم ثمّ ذكر الرّجل يطيل السّفر أشعث أغبر، يمدّ يديه إلى السّماء، يا ربّ، يا ربّ، ومطعمه حرامٌ، ومشربه حرامٌ، وملبسه حرامٌ، وغذي بالحرام، فأنّى يستجاب لذلك؟"(5)

"لوگو! اللہ پاک ہے اور حلال و پاک چیز کو ہی پسند کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جن چیزوں کا حکم اس نے اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ پھر آپ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، پریشان حال اور غبار آلود ہے۔ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعائیں مانگتا ہے۔ اور صورت حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، پہننا حرام ہے اور اس کی پرورش ہی حرام سے ہوئی ہے۔ پھر اس کی دعا کیوں کر قبول ہو گی"

اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ حرام کھانے والے کی اللہ تعالیٰ دعا بھی قبول نہیں کرتا جب تک انسان حرام سے پرہیز نہیں کرتا اللہ کے ہاں اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے امتِ مسلمہ کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ جس چیز سے آپ ﷺ روک دیں اس سے باز رہنے میں ہی انسان کی فلاح ہے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے بھی سیرت نبوی ﷺ کے اسی پہلو کو اختیار کرتے ہوئے اپنے خطبہ میں محرمات سے دوری اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ کیونکہ حرام چیزوں سے اجتناب کئے بغیر فلاح ممکن نہیں اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اسے نیکی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

اللہ کی رضا میں راضی ہونا

اللہ کی رضا میں راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کو ناپسند نہ کرے۔ انسان کا دل خوش اور نفس مطمئن رہے۔ یہ ایمانیات کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ سے بہت سی اعلی مثالیں ملتی ہیں۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں مال، اولاد، عزیز و اقارب سے متعلق جو بھی پریشانیاں آئیں آپ ﷺ نے ان کو اللہ کی رضا سمجھ کر اس پر راضی رہے۔ انسان اپنی

اولاد کی وفات کے موقع پر بہت ہی پریشان ہوتا ہے اور ایسے میں بے صبری کا مظاہرہ عموماً ہو جاتا ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنے فرزندوں کی وفات کے موقع پر کمال برداشت کا اظہار فرمایا چنانچہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر آپ ﷺ نے اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"تدمع العين ويحزن القلب، ولا نقول إلّا ما يرضى ربّنا، والله يا إبراهيم إنّا بك لمحزونون"(6)

"آنکھیں اشک بار ہیں اور دل غمگیں ہے، لیکن ہم وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو جائے، اللہ کی قسم! اے ابراہیم ہم تیری جدائی پر یقیناً غمزدہ ہیں"

رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول اور فعل دونوں سے اللہ کی رضا میں راضی ہونے کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے کیونکہ یہ گناہوں کی بخشش کا سبب اور ایمان کی مٹھاس کے حصول کا ذریعہ ہے۔

سیرت نبوی ﷺ سے اس بات کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کی رضا میں راضی ہونا ہی ایمان کی نشانی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں سیرت نبوی ﷺ کی انہی تعلیمات کو اجاگر کیا ہے اور اللہ کی رضا میں راضی ہونے والے کو غنی قرار دیا ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے اس خطبہ میں مسلمانوں کو پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اسلام میں پڑوسی کو اپنے قول یا فعل سے کسی بھی طرح تکلیف دینے سے منع کیا گیا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ پڑوسی کی تکلیف کو برداشت اور اس پر صبر کرنے اور اس کا بدلہ احسان سے دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیشہ اور ہر ممکنہ صورت میں پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ ابی شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليحسن إلى جاره، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليسكت"(7)

''جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے، جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ کلمۂ خیر کہے یا پھر خاموش رہے۔''

نبی کریم ﷺ نے پڑوسی کی اہمیت کے پیشِ نظر اللہ اور یوم آخرت پر سچے ایمان کو پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک سے جوڑا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی ان تعلیمات پر عمل کرکے ہی معاشرے میں باہمی تعاون کی فضا قائم کی جا سکتی ہے اور بہترین اور پرسکون زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ ابی شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

والله لا يؤمن، والله لا يؤمن، والله لا يؤمن، قيل: ومن يا رسول الله؟ قال: الّذي لا يأمن جاره بوايقه"(8)

"اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کون؟ آپ ﷺ

نے فرمایا: وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو"

سیرت نبوی ﷺ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ سے اس کی بہترین مثالیں پیش کی ہیں۔ سیرت نبوی ﷺ کے اسی پہلو کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں بیان کیا ہے کہ جو شخص اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا وہی مسلمان کہلانے کے قابل ہو گا۔ پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی سے منظم اور صالح معاشرہ قائم ہو گا۔

آخرت کی تیاری

سیرت نبوی ﷺ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ دنیا سے نہایت بے رغبت تھے۔ سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ اور اپنے لئے کچھ بھی بچا کر نہیں رکھتے تھے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"من كانت الدّنيا همّه، فرّق الله عليه أمره، وجعل فقره بين عينيه، ولم يأته من الدّنيا إلّا ما كتب له، ومن كانت الآخرة نيّته، جمع الله له أمره، وجعل غناه في قلبه، وأتته الدّنيا وهي راغمةٌ"(10)

"جو شخص دنیاوی زندگی کی پرواہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو پراگندہ فرما دیتا ہے اور اس کے فقر و مفلسی کو اس کی آنکھوں کے درمیان فرما دیتا ہے اور جو اس کا مقدر ہے وہی اسے ملے گا اور جس کے لئے آخرت کا ارادہ تھا، اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو صحیح فرما دے گا اور اس کے دل میں غنا پیدا فرما دے گا اور دنیا خود اس کے پاس آئے گی"

سیرت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی دنیا سے حد درجہ بے رغبت اور آخرت کی بے حد فکر کرنے والے تھے۔ اس خطبہ میں سیرت طیبہ کے اسی پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطبہ کے آخر میں آیت تلاوت کی جس میں تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ تقوی یہ ہے کہ اللہ کا ڈر دل میں رکھتے ہوئے اس کی معصیت سے بچا جائے، اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کی جائے۔

صلح کے متعلق خطبہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کوفہ سے واپس چلے جانے کے بعد اہلِ کوفہ نے آپس میں یہ چرچا کرنا شروع کیا کہ صوبہ اہواز کا خراج ہمارا مال غنیمت ہے۔ ہم حسن رضی اللہ عنہ کو ہرگز نہیں دیں گے یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے اہلِ عراق کو جمع کر کے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

”سخى نفسي عنكم ثلاثا: قتل أبي وطعني وانتهاب بيتي، ثم قال ألا وقد أصبحتم بين قتيلين قتيل بصفين يبكون له وقتيل بالنهروان يطلبون بثأره وأمّا الباقي فخاذل، وأمّا الباكي فثائر وأنّ معاوية دعانا إلى أمر ليس فيه عزّ ولا نصفة، فإن أردتم الموت رددناه عليه وحاكمناه إلى الله بظبا السيوف، وإن أدرتم الحياة قبلنا وأخذنا لكم الرضى، فناداه الناس من كل جانب البقية البقية فأمضى الصلح. ثم بايع لمعاوية لستة أشهر من بيعته.“(11)

"میں نے تین مرتبہ تم سے در گزر کیا۔ میرے باپ کو قتل کرتا، مجھے نیزہ مارتا۔ میرا گھر لوٹتا۔ پھر فرمایا: آگاہ رہو کہ تم نے دو مقتولوں کے درمیان صبح کی۔ ایک مقتول صفین کے جس کے لئے تم رو رہے ہو اور ایک مقتول نہروان کے جس کا معاوضہ طلب کر رہے ہو اور باقی جو ہیں وہ خاذل (سست) ہے اور رونے والے بدلہ لینے والے ہیں اور معاویہ نے ایک امر پیش کیا ہے جس میں نہ تو عزت ہے اور نہ انصاف۔ پس اگر تم اپنی موت پر راضی ہو تو ہم اس امر کو قبول نہیں کریں گے اور ان سے اللہ تعالی کے بھروسہ پر تلواروں سے فیصلہ کریں اور اگر زندگی کو دوست رکھتے ہو تو ہم اس کو قبول کر لیں اور تمہاری خوشنودی حاصل کریں۔ پس لوگوں نے ہر طرف سے چلا کر کہا کہ صلح قائم رکھے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے چھٹے مہینے امیر معاویہ کی بیعت کی"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کی بے وقوفی اور کم ہمتی سے اچھی طرح آگاہ تھے اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ نے صرف اپنی دھمکی سے ہی اس کو سیدھا کرنا مناسب سمجھا۔ اب بغیر کسی اختلاف کے عام عالمِ اسلام کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو چکے تھے۔ اس صلح کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کچھ دن کے بعد کوفہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اس خطبہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اس پیشن گوئی کو درست ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

خطبہ مذکور میں سیرت طیبہ کے جن پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی

آپ ﷺ نے ایک پیشن گوئی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں کی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابا بکرۃ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

"رأيت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم على المنبر والحسن بن عليّ إلى جنبه، وهو يقبل على النّاس مرّة، وعليه أخرى ويقول: «إنّ ابني هذا سيّدٌ ولعلّ الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين"(12)

"میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے کبھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے: یہ میرا بیٹا سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا"

یہ پیشن گوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چھ ماہ بعد پوری ہوئی۔ اور طرفداران علی اور حامیان معاویہ کے درمیان چند شرائط پر صلح ہو گئی۔ اس خطبہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اس پیشن گوئی کو درست ثابت کیا۔

خلافت سے دستبرداری پر خطبہ

41ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔ اس موقع پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ

آئے۔ حضرت عمرو بن العاص کے مشورہ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے لوگوں سے خطاب کرنے کو کہا جس میں آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو یہ بتائیں کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے امارت سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

''أيّها النّاس! فإنّ الله هداكم بأوّلنا وحقن دماءكم بآخرنا، وإنّ لهذا الأمر مدّة، والدّنيا دولٌ، وأنّ الله تعالى قال لنبيّه صلّى الله عليه وسلّم: وإن أدري لعلّه فتنةٌ لكم ومتاعٌ الى حين-''(13)

"اے لوگو! بے شک اللہ تعالی نے آپ لوگوں کو ہمارے پہلے شخص کے ذریعے ہدایت دی ہے اور ہمارے آخری شخص کے ذریعے تمہارے خون رائیگاں بہنے سے بچائے ہیں اور بے شک اس معاملے کی ایک مدت ہے اور دنیا گردش میں ہے اور بے شک اللہ تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا ہے "اور میں کیا جانوں شاید وہ تمہاری آزمائش ہو اور ایک وقت تک برتوانا"

جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کو کہا۔اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے اہلِ بیت کے ساتھ مدینہ چلے گئے اور تاحیات مدینہ میں ہی مقیم رہے۔ کوفہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا داخلہ 41ھ کو ربیع الاول کو ہوا۔ خطبہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے سیرت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے اور دیگر خلفاء کے اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے آیتِ قرآنی سے استدلال بیان کیا ہے۔

خطبہ مذکور میں سیرت طیبہ کے جن پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دنیا ایک آزمائش گاہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں سورۃ الانبیاء کی آیت سے استدلال پیش کیا ہے۔ جس میں دنیا کی بے ثباتی کو بیان کرتے ہوئے اسے فتنہ اور آزمائش گاہ قرار دیا گیا ہے۔ دنیا بطور آزمائش گاہ سیرت طیبہ کا ایک عمومی اور طویل موضوع ہے۔ دنیا کی محبت چونکہ تمام فتنوں کی جڑ ہے۔ دنیا کی بے ثباتی اور اس کے عارضی ہونے پر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بہت زیادہ زور دیا ہے نہ صرف اپنے اقوال میں بلکہ عملی زندگی میں بھی اس کے نقوش کو بہت گہرا اقرار دیا ہے۔ ساری دنیا کی حیثیت اور حقیقت ایک مچھر کے پر کے برابر ہے۔ جیسا کہ حدیثِ مبارک سے واضح ہوتا ہے۔ حضرت سھل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لو كانت الدّنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى كافرا منها شربة ماء"(14)

"اگر دنیا کی حیثیت اللہ کے یہاں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالی کافر کو اس دنیا سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نصیب نہیں کرتا"

اسی طرح ایک اور حدیث مبارک میں دنیا کی حیثیت بیان کرتے ہوءے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"والله ما الدّنيا في الآخرة إلّا مثل ما يجعل أحدكم إصبعه هذه وأشار يحيى بالسّبّابة – في اليمّ، فلينظر بم ترجع؟"(15)

"اللہ کی قسم! آخرت (کے مقابلے) میں دنیا کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنی ایک انگلی سمندر میں ڈالے،

پھر دیکھے وہ انگلی اس میں سے کیا نکال کر لاتی ہے"

نبی کریم ﷺ نے اپنی سیرت مبارکہ سے دنیا کی حقیقت کو واضح کیا اور آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کے بارے میں راہنمائی فرمائی۔ روزِ آخرت کے بارے میں واضح تعلیمات دیں اور بتایا کہ دنیا محض ایک دھوکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حقیقی، اصل اور باقی رہنے والی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں سیرت مبارکہ ﷺ کے اسی پہلو کو بیان کیا ہے اور لوگوں پر دنیا کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔

امام حسن مجتبیٰ کے خطبات کا عمومی مضمون

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو خطبات مختلف مواقع پر دیے ان میں مختلف عناوین پر گفتگو فرمائی۔ جن میں عموماً ذیل کے موضوعات موجود ہوتے:

"نحن حزب الله المفلحون، وعترة1 رسول الله صلى الله عليه وسلّم الأقربون، وأهل بيته الطاهرون الطيبون، وأحد الثقلين، اللذين خلفهما رسول الله صلى الله عليه وسلّم، والثاني كتاب الله، فيه تفصيل كل شيء، لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه"(16)

"ہم حزب اللہ ہیں اور اس کی طرف سے انسانوں کی فلاح پر مامور ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کی عترت ہیں، آپ ﷺ کے قریب ترین عزیز یعنی آپ کے طاہر وطیب اہل بیت ہیں، ہم ثقلین میں سے ایک ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے وفات کے وقت چھوڑا ہے، دوسری چیز ثقلین میں کتاب اللہ ہے جس میں وہ سب تفصیلات موجود ہیں جنہیں آپ کی دنیاوی زندگی میں کوئی باطل ٹھہرا سکا نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی باطل ٹھہرا سکے گا۔

انسانی فلاح پر مامور

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہر انسان کے لئے راہ ہدایت اور فلاح پر مامور ہے۔ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو انسانی فلاح پر مامور فرمایا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اس خطبہ میں سیرت نبوی ﷺ کے اسی پہلو کو بیان کیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو امتِ مسلمہ کی ہدایت و فلاح پر مامور فرمایا اسی طرح ہم چونکہ رسول اللہ ﷺ کی نسل میں سے ہیں اور اللہ کی جماعت ہیں چنانچہ ہمیں بھی اللہ تعالی نے لوگوں کی راہنمائی کا ذریعہ بنایا ہے۔

سیرت نبوی ﷺ نے قرآن مجید کی ہر ہدایت کا عملی نمونہ انسانوں کے سامنے پیش کیا اور راہِ حیات کو اس طرح منور کیا کہ اس کی رات بھی دن کی طرح مکمل طور روشن ہے۔ جیسا کہ حدیثِ مبارک ہے:

"لقد تركتكم على مثل البيضاء، ليلها ونهارها سواءٌ"(17)

"میں نے تمہیں ایسی تابناک اور روشن شریعت پر چھوڑا ہے جس کی رات اس کے دن کی طرح ہے"

بہترین معاشرے کی تشکیل کے لئے اخلاقی خوبیوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔اس کے ساتھ ساتھ عدل وانصاف اور مساوات کا عملی نمونہ بھی رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا جیسا کہ قبیلہ بنو مخزوم کی فاطمہ نامی عورت نے چوری کی تو صحابہ نے اس کی سفارش کرنا چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أمّا بعد، فإنّما أهلك النّاس قبلكم: أنّهم كانوا إذا سرق فيهم الشّريف تركوه، وإذا سرق فيهم الضّعيف أقاموا عليه الحدّ"(18)

"امابعد! پس بے شک تم میں سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہو گئے کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے"

اسی طرح معاشرے کے کمزور اور نادار افراد کی خبر گیری کرنا نبی کریم ﷺ کا شیوہ تھا اس کی بہترین مثال معاہدہ "حلف الفضول" کی ہے۔آپ ﷺ نے غریب افراد کو ان کے حقوق دلوائے۔اسی طرح خانگی زندگی کو بہترین بنانے میں آپ ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ سے قدم قدم پر راہنمائی فرمائی ہے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ ہر جگہ مشعلِ راہ فراہم کرتی ہے اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیت ہونے کی بناء پر انسانوں کی فلاح پر مامور ہیں۔

حدیث ثقلین سے استدلال

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں حدیث ثقلین سے استدلال پیش کیا ہے۔حدیثِ ثقلین ان متواتر احادیث میں سے ہے جسے اہلِ تشیع اور اہلِ سنت نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إنّي أوشك أن أدعى فأجيب وإنّي تاركٌ فيكم الثّقلين، كتاب الله، وعترتي أهل بيتي، وإنّ اللّطيف الخبير أخبرني أنّهما لن يتفرّقا حتّى يردا عليّ الحوض، فانظروا بما تخلفوني فيهما"(19)

"عنقریب میرا بلاوا آجائے گا تو میں اسے قبول کرلوں گا، چنانچہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک کتاب اللہ اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں اور لطیف و خبیر (ذات) نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہر گز الگ نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر آئیں گی، دیکھو کہ تم ان دونوں کے بارے میں میری کیسی جانشینی نبھاتے ہو"

نبی کریم ﷺ اس دنیا فانی سے رخصت ہونے سے پہلے دینِ اسلام کی بقاء اور امتِ مسلمہ کی ہدایت اور نجات کی خاطر دو اہم ترین چیزیں چھوڑ کر جا رہے ہیں اور ساتھ میں انہیں یہ وصیت کرتے ہیں کہ ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور ان سے دوری اختیار نہ کرنا کیونکہ لوگوں کی ابدی نجات اور کامیابی ان دونوں کی پیروی کرنے میں ہے۔یہ حدیث مبارک قرآن مجید اور اہلِ بیت کی بغیر کسی قید و شرط کے اتباع کرنے کو ہر انسان پر واجب قرار دیتی ہے۔گویا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ اور اہلِ بیت کی پیروی کا حکم دیا ہے اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اس خطبہ میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ ہم ثقلین میں سے ایک ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات کے وقت

چھوڑا ہے دوسری چیز قرآن مجید ہے۔ لہذا ہماری پیروی کرنا تم پر واجب ہے۔ اس طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سیرت نبوی ﷺ کے اس پہلو یعنی اہلِ بیت کی اطاعت کرنے کو اجاگر کیا ہے۔

خطباتِ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اثرات

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ملکی فتوحات اور جنگی ہنگاموں سے خالی ہے۔ البتہ آپ رضی اللہ عنہ نے خون کے دریا بہائے بغیر اور جنگ کے میدان گرم کئے بغیر اپنے خطبات کے ذریعے عالمِ اسلام پر اس قدر مثبت اثرات مرتب کئے جو شاید بیسیوں سال کی خلافت اور لڑائیاں لڑنے کے باوجود بھی حاصل نہ ہو سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے رہبری کا عظیم الشان نمونہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خطبات نے آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت اور مابعد کے ادوار پر مذہبی، معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے گہرے اثرات مرتب کئے۔ جن کا ذیل میں اجمالی جائزہ لکھا جاتا ہے۔

مذہبی اثرات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت سنبھالتے ہی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جو سب سے پہلا خطبہ دیا اس میں آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”والله ما ترك صفْراء وَلا بيضاء الا ثمانمائه او سبعمائة ارصدها لخادمه“(20)

”اللہ کی قسم! نہ انہوں نے کچھ سونا چھوڑا ہے اور نہ کچھ چاندی چھوڑی ہے۔ صرف آٹھ سو یا سات سو درہم اپنے خادم کے لئے چھوڑے ہیں۔“

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے کے ذریعے لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مثال پیش کرتے ہوئے دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی تیاری کی نصیحت کی کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے پیچھے کوئی درہم و دینار چھوڑ کر نہیں گئے اسی طرح تم لوگ بھی دنیا کی عارضی زندگی کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اپنی آخرت کی تیاری کرو۔ اس خطبہ میں امت مسلمہ کے لئے اپنی آخرت کو سنوارنے کی نصیحت تھی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں دنیاوی محبت کی جگہ آخرت کی فکر نے لے لی۔ ان کو اس بات کا احساس ہوا یہ دنیا حقیقت میں کچھ نہیں ہے سب فنا ہو جانا ہے اصل زندگی آخرت کی ہے۔ یہ اسی کا اثر تھا کہ خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جناب معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے دنیوی امور سے اجتناب کی راہ اختیار کی اور اپنے ماننے والوں کو بھی اسی راہ کو اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ کے معتقدین کی اکثریت نے آپ کے صلح کے فیصلے کو قبول کیا۔ آپ نے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اسی سیرت کو اپنایا اور دورانِ خلافت بھی کچھ دینوی مال و متاع کو جمع نہیں کیا اور نہ ہی شاہانہ طرزِ زندگی اختیار کی اور یہی طریقِ خلافت اپنے مابعد کی طرف منتقل کیا۔

معاشرتی اثرات

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبات کے ذریعے معاشرتی اصلاح بھی کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حدود کو قائم رکھنے اور حرام

اشیاء سے بچنے کی تلقین کی۔اس کے ساتھ ساتھ پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیتے ہوئے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:
''یاابن آدم عف عن محارم اللہ تکن عابدا،وارض بماقسم اللہ لک تکن غنیا،واحسن جوارمن جاورک تکن مسلما ''(21)
''اے ابن آدم! اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچ، نیک ہو جائے گا،اللہ نے تیرے لئے جو کچھ مقدر کر دیا ہے اس پر راضی ہو جا غنی ہو جائے گا،پڑوسیوں کے لئے اچھا پڑوسی بن جا مسلمان ہو جائے گا۔''

کسی بھی معاشرے کی اصلاح کے لئے حقوق العباد کی ادائیگی خاص اہمیت کی حامل ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبات کے ذریعے لوگوں کو حقوق العباد کی ادائیگی کی تاکید کی۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کے خطبہ کا ہی اثر تھا کہ عوام الناس کے دل میں تقویٰ پیدا ہوا جس سے انہیں اپنے فرائض کی ادائیگی کا احساس پیدا ہوا۔اس کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبات کے ذریعے امتِ مسلمہ کو دوسروں کی خطاؤں کو معاف کرنے کی تربیت بھی دی۔ جیسا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اہلِ عراق سے خطاب کیا تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ کا آغاز ہی اس بات سے کیا کہ "سخی نفسي عنکم ثلاثا" میں نے تین بار تم لوگوں سے در گزر کیا" یعنی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ ان کی غلطی کو معاف کیا ہے۔اس بات سے آپ رضی اللہ عنہ نے امتِ مسلمہ کو ایک دوسرے کی خطاؤں کو معاف کرنے کی تاکید کی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں میں بھی اس بات کا شعور پیدا ہوا کہ بدلہ لینے کی بجائے معاف کرنے والے کو اللہ زیادہ پسند کرتا ہے۔ یقیناً آپ نے اپنے چھ ماہ کے مختصر ترین دورِ خلافت میں معاشرے کے اندر اسی طرز کے بود و باش اور اسی طرز کی معاشرت کو قائم کیا اور آپ کے ماننے والوں نے آپ کے خطبات کے نتیجے میں معاشرتی خرابیوں سے گریز کی روش اختیار کی جو آپ کی تعلیمات کا نتیجہ تھا۔

سیاسی اثرات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی۔ چھ ماہ چند روز فرائضِ خلافت کو سرانجام دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سلسلہ جنگ کو چھیڑنا چاہا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ یہ ہر گز نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا خون بہایا جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو صلح کا پیغام بھیجا۔اور یہ صلح چند شرائط پر طے ہو گئی۔

"یہ صلح ربیع الاول 41ھ میں ہوئی۔اس صلح کے بعد تمام عرب و عجم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آگیا اور ان کا شمار خلفاء میں کیا گیا اور اہلِ عراق اور اہلِ شام میں جو اختلاف تھا رفع ہو گیا۔اس سال کا نام عام الجماعت رکھا گیا۔ صلح کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ منورہ چلے آئے''(22)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ امن پسند طبیعت کے مالک تھے۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے مصلحت کی بناء پر صلح کا معاہدہ کیا تاریخِ اسلام میں صلح حسن ایک ایسا موڑ تھا جس نے امتِ مسلمہ پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ بہت سے کم علم اور ناواقف لوگ اس صلح کی بناء پر امام حسن رضی اللہ عنہ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ حالانکہ یہ صرف ذہن کی تنگ نظری کے سبب ہے کہ واقعات و حالات کو جانچے بغیر کسی کے بارے میں رائے قائم کی جائے۔ لوگوں کی دنیا سے محبت اور دین سے دوری کی وجہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کی پیشکش کو قبول

کیا۔ خلافت کا اصل مقصد معاشرے کی کردار سازی اور امتِ اسلامیہ کی تعمیر کرنا ہے۔ جنگ اور صلح فرعی امور ہیں جو کہ مخالف لوگوں سے اختلاف کی صورت میں وجود آتے ہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی انہی اہداف کے حصول کے لئے صلح کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی صلح کا یہ اثر ہوا کہ اس سے نظامِ امامت کی بقاء ہوئی۔ اسی میں اسلام کی بقاء پوشیدہ ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حکمتِ عملی کے طور پر کی گئی صلح جنگ پر ترجیح رکھتی ہے۔ اس سے عوام الناس کی زندگی میں گہرا اثر پیدا ہوا جس سے ان کو اس بات کا احساس ہوا کہ بعض اوقات جنگ کی بجائے صلح کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

خلاصہ تحقیق

جناب امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے زیادہ تر تربیت باب مدینۃ العلم سے پائی جو میدان خطابت کے گویا شہسوار تھے اور یہی رنگ جناب امام حسن کے خطبات میں جھلکتا ہے۔ آپ نے اپنی گفتگو، عمومی بات چیت اور خطبات میں ان مباحث کو ذکر کیا جو حالات کا تقاضا تھا لیکن جا بجا سیرت طیبہ کے مضامین کو ذکر کیا تاکہ یاددہانی کے کے ساتھ ساتھ اثرات، عواقب اور نتائج کے حصول میں معاونت ہو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات عمومی طور پر سادہ طریقے سے ہوتے جن میں الفاظ کی نمائش کی بجائے سادگی اور حقیقت پسندی کا طرز نمایاں ہے۔ ان میں فلسفیانہ موشگافیوں کی بجائے پیغامِ نبوی ﷺ کی اشاعت پائی جاتی ہے۔ ان کے یہ خطبات اپنی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں وہاں الفاظ کی گہرائی اور کشش سے بھی بھرپور ہیں۔ انہوں نے اپنے خطبات میں ایسے منہج و اسلوب کو اختیار کیا جو لوگوں کی روح کے سکون اور بیداری کا باعث بنا۔ انہوں نے بہت مؤثر اور بلیغ انداز میں خطابت کی۔ ان کے جوہر خطابت نے کثیر لوگوں کو متاثر کیا۔ انہوں نے اپنے خطبات کے ذریعے دوسروں کو اپنا ہمنوا بنایا اور ہمیشہ خطاب میں مقصدیت یعنی رد شر اور فروغ خیر کو مد نظر رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی خطابت کے مطلوبہ نتائج جلد سامنے آئے۔ لوگوں نے اس کے اثر کو قبول کیا اور اصلاح یافتہ معاشرہ قائم ہوا اور جنگ کی بجائے صلح کو پسند کیا جانے لگا۔

عصرِ حاضر میں بھی اصلاحِ معاشرہ کے لئے خطباتِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطالعہ اس اعتبار سے ضروری ہے لادینیت کے اس دور میں ان خطبات کے ذریعے پیغامِ نبی ﷺ کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔ آج کے داعیان اسلام کو بھی اپنے خطبات میں ان کی پیروی کرتے ہوئے تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے۔ جس طرح حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مخاطبین کی ذہنی استعداد کے پیشِ نظر خطبات دیے اسی طرح دورِ حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے لوگوں کی اصلاح کے لئے خطبات دیے جائیں۔ جس میں نمود و نمائش کی بجائے سادگی کا پہلو پایا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبات کے ذریعے معاشرتی فتنہ و فساد کا خاتمہ کیا اور پرامن معاشرہ قائم کیا۔

References

1. Tirmizi,Abu Esa Muhammad Bin Esa,Jama Tirmizi,Abwab Al Fatan,Bab Ma Ja Fi Al Khalafa, Raqam ul Hadith : 2226
2. Ibn e Kaseer, Abul Fida Ismael Bin Omar Al Qarshi, Albadaya Wa Nahaya, Daral Ahya Alturas Al

Arbi,1408 H, edition 8,page 14

3. Al Shablanji, Momin Bin Hassan, Noor Al Absaar Fi Manaqib Aal Bait un Nabi Al Mukhtaar (SAW), Maktaba Mustafa Albani Al Halbi,Basra,1367H, page 134
4. Al Hakim, Abu Abdullah Muhammad Bin Abdullah, Almustadrik Ali Al Sahiheen,Kitab ul Tafseer,Bab Tafseer Surah Maryam Bismilla Hira Ma Nira Heem,Raqam ul Hadith:3419
5. Muslim Bin Hajaj,Almusnad Al Sahi Al Mukhtasir Binaqal Al Adal An AL Adal Ela Rasool (SAW)(Sahi Muslim) Kitab ul Zakat, Bab Qabool Al Sadqa Min Al Kasab Al TayaB Wa Tartibeha, Raqam ul Hahith:1015
6. Ibid,Kitab ul Fazael,Bab Rahmat (SAW) Al Sibyan wa Al Eyal Wa Tawaza Wa Fazal Zalika,Raqam ul Hadeeth: 2315
7. Ibid,Kitab ul Emaan, Bab Al Has Ali Akram Al Jaar Wa AlZaeef,Raqam ul Hadith:48
8. Bukhari,Muhammad Bin Ismaeel,Al jama Al musnid Al sahi Al Mukhtasir min Amoor Rasool (SAW)(Sahi Bukhari), Kitab ul Adab,Bab Ism min la ya min jarho biwayaqa,Raqam ul Hadith:6016
9. Muslim Bin Hajaj,Sahi Muslim,Kitab Alhabat,Bab Kirahat tfzeel Baz Alolad Fi Al Hiba,Raqam ul Hadith:1624
10. Ibn e Maja,Abu Abdullah, Muhammad bin Yazeed,Sunan Ibn Maja,Kitab ul Zohad,Bab Al Ham bil denaar,Raqam ul Hadith:4105
11. Ibn e Khaldon,Dewan Al mubtada wa Al Khabar Fi Tareekh Al Arab wal Bar Baroman Asirhum min Zawi Al shan Al Akbar, Darul Fikar, Baroot,1408 H, Edition 2,Page649
12. Bukhari,Sahi Bukhari,Kitab Alsulah,Bab Qol Al Nabi (SAW) lil Hasan Bin Ali (RA),Raqam ul Hadith:2704
13. Ibn-e-Kaseer, Abul Fida Ismael Bin Omar Alqarshi, Albadaya wal Nahaya,Darul Ahya Alturas Alarbi,1408H,Edition 8,page 20
14. Tirmizi,Abu Esa Muhammad Bin Esa, Sunan Tirmizi,Abwab AL Zuhad,Bad Ma jaa Fi Hawan Al dunya ela Allah Eazojal,Raqam ul Hadith:2320
15. Muslim Bin Hajaj,Sahi Muslim,Kitab Al Jannah wa Sift Naemaha wa Ahlha,Bab Fian Aldunya wa biyan Alhashar Yoom ul Qimayat,Raqam ul Hadith:2858
16. Almasoodi,Abi Al Hasan Bin Ali,Maroj Alzahab wa Moawan Aljohar,Almaktaba Alasria,Baroot,1425H,Edition 3,page 9-10
17. Ibn e Maja, Sunan Ibn e Maja,Kitab Fi Emaan wa Fazael Al Sahaba wal Elm,Bab Itba Sunat Rsool (SAW),Raqam ul Hadith:5
18. Bukhari, Sahi Bukhari,Kitab Almagazi,Bab Muqam Al nabi (SAW)Bimakah Zaman Alfatah,Raqam ul Hadith:4304
19. Ahamd Bin Hambal,Ahmad Bin Muhammad,Fazael Sahaba,Kitab Fazael Ali (AS),Bab Fazael Alhasan Wal Husain (RA),Raqam ul Hadith:1383
20. Al Tabri,Abu Jafar ,Tareekh ul Rusal wal Malook wa Sila Tareekh Tabri,Darul Turas,Baroot,1387H,Edition 5,page 157
21. Alshablanji,Noor ul Absaar Fi Manaqib Aal Bait ul Nabi Aimukhtar(SAW),page134
22. Wali Allah,Shah ,Azala Tul Khulfa An Khilafatul Khulfa,(Translator:Muhammad Abdul Shakoor SB),Qadeem Kutab Khana,Karachi,Edition 1,page 596